فصل 13

کفار کے تہواروں کا حکم؟

اقتِضَاءُالصِّرَاطِالمُستَقِیم

ہماری نئی تالیف

(جس شخص پر واضح ہے کہ شرعِ اسلام اپنے پیروکاروں کو باطل شریعتوں اور کافر ملتوں سے بیزار کرانے میں کس قدر صریح ہے، وہ تو کبھی یہ نہ کہے گا کہ اہل باطل کی مذہبی رسوم میں شرکت کے منع ہونے پر شریعت سے کوئی خصوصی نص لا کر مجھے دکھاؤ! ایسا تقاضا والے کو 'نصوص' سے پہلے اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہی اچھی طرح پڑھ لینا چاہئے جو تشکیلِ ملت کے وقت اہل ایمان کے قلوب میں جاگزیں کرایا گیا تھا۔ آج دورِ آخر میں جا کر ایسے سوالات اٹھنے لگے جو چودہ سو سال سے مسلم معاشروں کے اندر کبھی نہ اٹھے تھے اور نہ ان کی توقع تھی تو اس کی وجہ یہی ہے کہ تمام تر انحطاط کے باوجود "ملتوں کا فرق" مسلم ذہن سے کبھی اوجھل نہ تھا۔ البتہ آج یکلخت جو دین کے اِس بنیادی سبق پر گرد ڈالی جانے لگی تو ایسے ایسے انہونے سوالات اٹھ آئے جنہیں قرنِ اول کا مسلمان سنتا تو دم بخود رہ جاتا! یاد رہے، امام ابن تیمیہ کی تالیف [**اقتِضَاءُ الصِّرَاطِ الْمُستَقِیمِ مُخَالَفَةَ أَصْحَابِ الْجَحِیمِ** "تقاضا کرنا صراط مستقیم کا، کہ خلاف کریں دوزخی ملتوں کے"] بنیادی طور پر اِسی سبق کو ذہن نشین کرانے کے لیے ہم یہاں پڑھ رہے ہیں):

اہل کفر سے معاملہ کرنے کی بابت جب کچھ اصول طے ہوگئے (دیکھئے پچھلی

فصول)، تو اب ہم کہیں گے کہ تہواروں کے معاملہ میں اہل کفر کی موافقت حرام ہے، اور یہ دو بنیادوں پر:

پہلی بنیاد:

اہل کتاب کی موافقت ایک ایسے عمل میں

- جو نہ ہمارے دین میں آیا
- اور نہ ہمارے پہلوں کا دستور رہا

کفار کے ساتھ ایسی موافقت نرا دین کا ضیاع ہے اور اس میں اُن (باطل ملتوں) کی مخالفت دین کا ٹھوس پن اور خالص پن۔

یہ تہوار اگر ہمارے ہاں اتفاقیہ ہوتے (ہمارے ہی کچھ لوگوں نے گھڑ لیے ہوتے) اور ان کفار سے نہ لیے گئے ہوتے تو ہمارے دین کی ہدایت ہوتی کہ ہم ان کی مخالفت کریں۔ اس میں جو اُن کی موافقت کرتا وہ اپنے حق میں یہ ایک بڑی شرعی مصلحت فوت کرلیتا۔ تو پھر ایسے تہوار کی بابت کیا خیال ہے جو لیا ہی کفار سے گیا ہو؟

نیز نبی ﷺ کا فرمان: **خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ** "مشرکوں کے خلاف کرو"۔[1]

---

1 **خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ** (متفق علیہ۔ البخاری رقم 5892، مسلم رقم 259)

خلاف کرو مشرکین کے۔

خَالِفُوا الْمَجُوسَ (صحیح مسلم رقم 260)

خلاف کرو مجوس کے۔

خَالِفُوا الْيَهُودَ (أبو داود رقم 652۔ صححہ الألبانی فی تخریج مشکاۃ المصابیح رقم 765)

خلاف کرو یہود کے۔

إنّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُوْنَ، فَخَالِفُوهُمْ (البخاري رقم 3462، مسلم رقم 2103)

یہودی اور عیسائی اپنے بال نہیں رنگتے، پس تم ان کے خلاف کرو۔

اس سے پہلے؛ کتاب و سنت کے وہ تمام دلائل جو ہم پر مغضوب علیہم اور ضالین کا راستہ چلنا حرام ٹھہراتے ہیں۔ جبکہ ان کا تہوار اُن کے سبیل (راستے) کا حصہ ہیں۔

یہ کیونکہ عمومی اصول ہیں اس لیے ان کی عمومی دلالت ہی اس عمل کو ہمارے لیے حرام ٹھہراتی ہے۔ یہ تھا اس چیز کی حرمت کا اجمالی بیان۔

دوسری بنیاد:

یہ کہ ہم خاص اِس عمل ہی کے حرام ہونے پر اپنے شرعی مصادر سے دلائل لے کر آئیں۔ اب یہاں قدرے تفصیل سے اِن خصوصی دلائل کا بیان کیا جاتا ہے:

ایک فصل میں ہم ایک قرآنی آیت کی دلالت بیان کریں گے کہ اہل جاہلیت کے تہواروں میں شرکت ایک شنیع (ناگوار) چیز ہے۔ پھر چند فصول اِسی مضمون پر احادیث سے لائیں گے۔ ایک فصل اجماع سے ملنے والے شواہد پر۔ اور آخر میں اِس مبحث کے کچھ نتائج تلخیص کریں گے۔ (دیکھئے آئندہ فصول)

(کتاب کا صفحہ 426)

قَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الأحَدِ أَكْثَرَ مَا يَصُوْمُ مِنَ الأَيَّامِ، وَيَقُوْلُ: **إنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِلْمُشْرِكِيْنَ فَأنَا أحِبُّ أنْ أخَالِفَهُمْ.** (احمد، النسائی فی الکبریٰ)

"ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں سب سے زیادہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے اور فرماتے: یہ مشرکین کی عیدوں کے دن ہیں؛ اور مجھے پسند ہے کہ میں ان کے خلاف کروں"۔

محدثین نے شرحِ حدیث میں بیان کیا: ہفتہ یہود کا۔ اتوار عیسائیوں کا۔ یعنی یہود اور نصاریٰ ہر دو کے مذہبی شعائر کا خلاف کرنا دین ہوا۔

(حدیث کی تخریج اور اس پر اشکال کے سلسلہ میں دیکھئے فصل: اہل جاہلیت کے تہوار اور حدیثِ ام سلمہؓ)